نمبر ۴۲ | ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ یوم پنجشنبہ | مطابق ۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۳۰ر ستمبر کے بعد آج ۳ر اکتوبر تک کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ؛

حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲ر اکتوبر بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعوتِ طعام دی۔ اور غیر ممالک میں جانے والے احمدی اصحاب کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی ؛

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلےٰ کی چھوٹی بچی جس کی پیدائش کے بعد اس کی والدہ وفات پا گئی تھی۔ یکم اکتوبر کو فوت ہو گئی۔
انا للہ وانا الیہ راجعون

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام

۱۵ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ایک خط لکھا جس میں ان کی کسی تحریر سے کلی اختلاف کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا۔ کہ آپ اپنے خیالات کی تائید میں پوری قلمی طاقت صرف کریں چنانچہ مولوی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ لیکن انجام کیا ہوا۔ دنیا پر ظاہر ہے۔ چند ہی سال کے اندر یہ حالت ہو گئی۔ کہ آج مولوی صاحب کا کوئی نام لیوا نظر نہیں آتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت کناف عالم تک پھیل چکی اور پھیل رہی ہے ذیل میں اس خط کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے :-

" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے کسی حرف سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ اور جیسا کہ بظاہر سمجھا جاتا ہے۔ آپ بھی میری رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ تو پھر میری دانست میں خط و کتابت کی بات تو خاتمہ کو پہونچی۔ اب میری طرف سے تو یہ تحریر وداعی اور آخری خط ہی سمجھئے۔ اور آپ کو اختیار ہے کہ جس رائے پر آپ قائم ہیں۔ اس کو اپنی طاقتِ قلمی سے بخوبی ظاہر کریں۔ میں بجز اس زمانہ اور وقت کے کہ حضرت مقلب القلوب اور ہادی مطلق آپ کو آپکے قول سے رجوع دلا کر میری رائے سے متفق کرے۔ آئندہ کوئی خط آپ کی طرف لکھنا نہیں چاہتا۔ اور نہ اپنے اختیار اور مرضی سے بغیر کسی امر جدید پیش آنیکے جس کا اب مجھے علم نہیں لکھونگا۔ ہاں آپکے اس خط کی نسبت جسکو میں نے عزت کے ساتھ اپنے صندوق میں رکھ لیا ہے۔ اگر مناسب سمجھا صرح منیر یا کسی دوسرے

تبلیغی رپورٹیں

ہندوستان کے مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

موضع شاہ کوٹ میں مناظرہ

سید محمد صاحب شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ سے لکھتے ہیں کہ جامع مسجد میں مسئلہ نبوت پر مناظرہ ہوا۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب نے اجرائے نبوت ثابت کیا۔ غیر احمدی مناظر نے تقریر کا جواب دینے کی بجائے لا یعنی اعتراضات شروع کر دیئے۔ جن کے مدلل جواب دیئے گئے۔ مولوی صاحب نے پھر اعتراضات کئے۔ مگر اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد کہدیا۔ ہم کوئی جواب نہیں سنیں گے۔ لوگوں نے ان سے کہا۔ کہ جواب ضرور سنیں۔ مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ غیر احمدیوں پر اپنے مولوی کے فرار کا ہمارے نقطہ نگاہ سے اچھا اثر ہوا۔

بھدرواہ میں تبلیغ

مولوی عبد الواحد صاحب بھدرواہ سے لکھتے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ انفرادی تبلیغ کے علاوہ ایک پبلک جلسہ کیا گیا جس میں آریوں کے اعتراضات کے جو انہوں نے اپنے جلسہ میں کئے۔ جواب دیئے گئے۔ فضائل اسلام بیان کئے۔ انفرادی طور پر بھی معززین کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ جس کا عمدہ اثر ہو رہا ہے۔

مالابار میں تبلیغ

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری کالی کٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ ماہ اگست سے ایک مکان کرایہ پر لے کر احمدیہ پبلک لائبریری قائم کی گئی ہے۔ جس میں لوگ آتے ہیں۔ اسی جگہ ہفتہ میں ایک دن میں لیکچر دیتا ہوں۔ حاضری تسلی بخش ہوتی ہے۔ حال میں ۳۴ صفحات کا ایک رسالہ لکھ کر ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ بعض تبلیغی خطوط بھی لکھے۔ بعض مقامی نوجوان تبلیغ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ جن کو میں تعلیم دیتا ہوں۔

سمبڑیال میں جلسہ

ملک محمد عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۱۵-۱۶ ستمبر سمبڑیال میں جلسہ ہوا۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری۔ مولوی دل محمد صاحب گیانی واحد حسین صاحب مہاشہ محمد عمر صاحب۔ اور خاکسار نے تقریریں کیں۔ غیر احمدیوں نے بھی انہی ایام میں جلسہ کیا تھا۔ مناظرہ کے لئے خط و کتابت ہوئی۔ مگر وہ آمادہ نہ ہوئے۔

سیالکوٹ میں تقریریں

مولوی نذیر احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ ۱۸ لغایت ۲۰ ستمبر ۱۹۳۴ء یہاں مبلغین کی چھ تقریریں ہوئیں جو ہر روز ½ ۸ بجے شام سے ½ ۱۰ بجے تک جاری رہتیں پہلے روز مولوی محمد شریف صاحب نے حقیقت ختم نبوت پر اور مولوی دل محمد صاحب نے مقام حدیث پر تقریریں کیں۔ دوسرے روز مہاشہ محمد عمر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں۔ اور ملک محمد عبد اللہ صاحب نے کسر صلیب پر تقریریں کیں۔ تیسرے روز مہاشہ صاحب نے بتایا۔ کہ میں مسلمان کیوں ہوا۔ اور گیانی واحد حسین صاحب نے بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے پر تقریر کی۔ حاضری کافی ہوتی رہی۔ اور تقریریں بہت پسند کی گئیں۔

علاقہ پونچھ میں تبلیغ

کرم دین صاحب سیکرٹری تبلیغ موضع شیندرہ (پونچھ) لکھتے ہیں۔ کہ یہاں جماعت بہت قلیل اور غریب ہے۔ گو غیر احمدیوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ مگر توکل بخدا ہم نے ۱۰ ستمبر جلسہ کا اعلان کر دیا۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ پہونچ گئے۔ چونکہ سوال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس لئے غیر احمدی بھی ایک مولوی صاحب کو لے کر کثرت سے آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے تین گھنٹے احمدیت کے متعلق تقریر کی۔ بعد میں دو گھنٹے مناظرہ کے لئے وقت مقرر ہوا۔ غیر احمدی مولوی صاحب کو سخت ناکامی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کا بہت اچھا اثر ہوا بائیکاٹ ٹوٹ گیا۔ اور لوگوں میں احمدیت سے ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے۔

"الفضل" کے وی پی

الفضل ۲۰ ستمبر نمبر ۳۷ صفحہ ۱۱ پر ان خریداران الفضل کے اسماء چھپ چکے ہیں۔ جن کا چندہ ختم ہے سوائے ان کے جن کی طرف سے رقم یا اطلاع آچکی ہے۔ ۶ اکتوبر کو وی۔ پی ہونگے مہربانی فرما کر وی۔ پی وصول کر لئے جائیں۔ انکاری والوں کا پرچہ تا وصولی رقم امانت کر دیا جائے گا۔ احباب توسیع اشاعت الفضل میں خاص کوشش فرمائیں۔ مینیجر

سرگودہا میں تبلیغی جلسہ

ضلع شاہ پور کی جملہ انجمن ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ ۶-۷-۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء ضلع ہذا کے مرکزی مقام سرگودہا میں تبلیغی جلسہ ہوگا جس میں قادیان سے علماء تشریف لائیں گے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ جلسہ میں کثرت سے شامل ہوں اور اس بارہ میں خطوط قبل ازیں روانہ کئے گئے ہیں۔ ان کے جواب سے مطلع کریں۔

نہایت افسوسناک انتقال

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی لڑکی حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ محمد سعید صاحب عرب کا یکم اکتوبر شام کے وقت انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عدم موجودگی کی وجہ سے جنازہ حضرت مولوی صاحب نے پڑھایا۔ اور مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئیں۔

مرحومہ کو عرصہ دو سال سے سینہ پر کنسر (سرطان) کی گلٹیوں کی تکلیف تھی پہلے بمبئی میں اپریشن کرایا گیا۔ پھر قادیان آنے پر ایک اور گلٹی نکل آئی۔ جس کا حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے اپریشن کیا۔ لیکن اس اپریشن کے دس روز کے بعد ایک اور گلٹی اسی قسم کی نکل آئی جس پر جناب میر صاحب نے مشورہ دیا۔ کہ مرحومہ کو فوراً پٹنہ ہسپتال میں بھیجا جائے۔ وہاں پر اس کا علاج ٹیکہ کے ذریعہ ہوگا۔ پٹنہ لیجایا گیا۔ مگر باوجود سب سے زیادہ طاقت کا ٹیکہ لگانے کے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اور مرحومہ کو قادیان لایا گیا۔ جہاں ایک ماہ کے بعد انتقال ہو گیا۔

مرحومہ کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ بچپن سے ہی سچی خوابیں دیکھا کرتی تھیں۔ جن میں سے ایک خواب یہ بھی تھا۔ کہ ان کی عمر ۲۸ سال ہوگی۔ ان کی شادی کی تجویز ہوئی۔ تو انہوں نے حضرت مولوی صاحب سے کہا۔ کہ میں تو چاہتی ہوں۔ اپنی مختصر سی عمر میں سلسلہ کی خدمت کروں اور شادی نہ ہو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ میری عمر ۲۸ سال کی ہوگی۔ مرحومہ کو بچپن سے ہی حج کرنے کا بہت شوق تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ کیونکہ ان کی شادی ایسے خاندان میں ہوئی۔ جو جدہ میں مقیم تھا۔ مرحومہ نے اپنی یادگار میں چھوٹے چھوٹے چار بچے چھوڑے ہیں۔

ہمیں اس صدمہ میں حضرت مولوی صاحب۔ جناب سیٹھ صاحب اور ان کے خاندانوں سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

اخراج از جماعت

شیخ محمد شفیع صاحب سکنہ لدھیانہ نے اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدی سے کر دی ہے۔ یہ بات تحقیقات سے ثابت ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے لہذا شیخ محمد شفیع صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے خارج از جماعت احمدیہ کیا جاتا ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

242

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ء | جلد ۲۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"آریہ مذہب میں رُوحانیت نہیں ہے"

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات میں سے ایک اقتباس پیش کیا گیا تھا۔ جس میں آریہ سماج کے تذکرہ پر آپ نے ۲۳ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فرمایا تھا۔

"جب تک خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پختہ نہ ہو۔ کوئی مذہب دُنیا میں کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ چونکہ آریہ مذہب میں رُوحانیت نہیں ہے۔ اس واسطے اس کا قیام محال ہے"

چونکہ اب یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے۔ ادھر آریہ سماجی کھُلم کھُلا یہ اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ ان کا مذہب ترقی کرنے کی بجائے روز بروز تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ خصوصاً ان کی نئی پود میں دہریت اور لامذہبیت بسرعت پھیل رہی ہے۔ ادھر روحانیت سے محروم ہونے کا اقرار کر کے رُوحانیت رکھنے والے راہنما کی تلاش میں وہ سرگرداں ہیں۔ اس لئے آریہ اخبارات نے اس بارے میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا البتہ ایک اخبار "آریہ مسافر" (۳۰ ستمبر) نے خامہ فرسائی کی ہے لیکن وُہ بھی اس بات کا کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکا۔ کہ آریہ سماج میں روحانیت پائی جاتی ہے۔ اور وُہ بحیثیت مذہب ترقی کر رہا ہے بلکہ وُہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا الفاظ کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں لکھ سکا۔ کہ

"چہ خُوب اچھی کہی۔ آریہ مذہب میں روحانیت نہیں ہے لیکن اس مذہب نے روحانیت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جس مذہب میں تلوار یا اسلام کے قبول کا ذکر ہے۔ یہ بھی عجیب ہے اور آج اس قسم کے مذہب بھی روحانیت کے اجارہ دار بنے پھرتے ہیں۔ جن کی زبردست الہامی کتاب رُوح کی حقیقت تک کے بیان سے عاری ہے۔ بلکہ یہ کہتی ہے۔ کہ یہ تو خدا کے حکم سے ہے۔ کیسی بڑھیا روحانیت کی بات ہے"

قطع نظر اس سے کہ اسلام میں "تلوار یا اسلام کے قبول کرنے کا ذکر ہے" یا نہیں۔ اور "زبردست الہامی کتاب رُوح کی حقیقت تک کے بیان سے عاری ہے" یا اس نے اس بارے میں ایسی حقیقت پیش کی ہے جس کے بیان کرنے سے دیگر تمام مذاہب عاری ہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ اگر ان دونوں باتوں کو درست بھی فرض کر لیا جائے۔ تو یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ مذہب میں روحانیت ہے۔ اس کے لئے تو کوئی ایسا ثبوت پیش کرنا چاہیئے تھا جس سے آریہ مذہب میں روحانیت کا پتہ ونشان مل سکے۔ لیکن چونکہ ایسا کرنا آریہ سماجیوں کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے "آریہ مسافر" نے ادھر کا رُخ نہیں کیا۔ اور اسلام کے متعلق وُہی پامال شدہ اعتراضات پیش کر دیئے ہیں جن کی بارہا تردید کی جا چکی ہے۔ اور جنہیں کوئی معقول پسند ایک لحظہ کے لئے بھی درست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ بھلا جس مذہب کی "زبردست الہامی کتاب" لا اکراہ فی الدین کا اصل دُنیا کے سامنے پیش کرتی۔ اور یہ بتاتی ہے۔ کہ تبدیلیٔ مذہب کے متعلق کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں "تلوار یا اسلام کے قبول کا ذکر ہے"۔ حد درجہ کی جہالت اور نادانی نہیں تو اور کیا ہے:۔

اسی طرح قرآن کریم میں رُوح کی حقیقت نہایت جامع الفاظ میں یُوں بیان کی گئی ہے۔ کہ قل الروح من امر ربی۔ یعنی رُوح خدا کے حکم سے پیدا شدہ ہے۔ نہ کہ ازلی ابدی ہے۔ جیسا کہ آریہ مذہب کہتا ہے۔ اور رُوح کے رب کے حکم سے پیدا ہونے کی ناقابل تردید دلیل ساتھ ہی یہ دی کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ کہ اے انسانو تمہاری رُوح کو جو علم دیا گیا ہے۔ وُہ بہت قلیل اور ناقص ہے۔ اگر روح بھی خدا کی طرح ازلی ابدی ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اس کا علم بھی کامل ہوتا۔ مگر جب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ خدا کا علم کامل اور لامحدُود ہے۔ اور روح کا علم ناقص اور محدُود۔ تو پھر اس میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ کہ روح خُدا کی طرح ازل سے نہیں۔ بلکہ اسکی پیدا کردہ ہے:۔

دراصل اس آیت میں آریہ مذہب کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔ کہ تمام روحیں انادی ہیں۔ خدا نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح خدا ازل سے ہے۔ اسی طرح روحیں بھی ازل سے ہیں۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ "آریہ مسافر" کو اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ رُوح اور چیز ہے۔ اور روحانیت اور۔ اسی لئے اس نے بزعم خود یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اسلام میں روحانیت نہیں۔ یہ لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کی "زبردست الہامی کتاب رُوح کی حقیقت تک کے بیان کرنے سے عاری ہے" حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسلام نے رُوح کی حقیقت بالکل واضح کر دی۔ اور ساتھ ہی آریہ مذہب کے بنیادی۔ مگر غلط عقیدہ کا بھی رد کر دیا ہے:۔

باقی رہی یہ بات کہ "آریہ مذہب میں روحانیت نہیں ہے" اور اس وجہ سے وُہ دُنیا میں ٹھہر نہیں سکتا۔ بلکہ روز بروز تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ یہ ایسی واضح حقیقت ہے۔ جس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود آریہ اور نہایت متعصب آریہ [illegible] میں ان کے بیانات کا طومار پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت ہم ایک ہی تازہ شہادت پیش کرتے ہیں:۔

آریہ اخبار "پرکاش" (۹ ستمبر) لکھتا ہے۔ "آریہ پرشوں کا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج کی ترقی رُک گئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی ترقی رُک گئی ہے۔ بلکہ وُہ تنزل کی طرف جا رہا ہے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ بہرحال اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ آریہ سماج کے بعض حلقوں میں یہ آواز اُٹھنے لگی ہے کہ آریہ سماج کی ترقی رُک گئی ہے۔ ہمارے لئے سوال یہ ہے کہ کیا اردھ شتابدی کے سلسلہ میں ہم ایسی لہر چلا سکتے ہیں۔ جس سے آریہ سماج کی گتی تیز ہو جائے۔ یا تنزل ترقی میں مبدل ہو جائے یہ کیسے ہو۔ اس کے متعلق بہت سے دماغوں کو کسی جگہ بیٹھ کر سوچنے کی ضرورت ہے"

پھر لکھا ہے۔ "آریہ سماج دھرم حقیقی معنوں میں پھیلانے میں قاصر ثابت ہو رہا ہے"

اس اعتراف حقیقت سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماج بحیثیت مذہب ناکام ہو چکا ہے۔ وُہ ترقی کرنے کی بجائے تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ اس کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں۔ اور بحالات موجودہ اس کا دُنیا میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس حالت کو جو چیز بدل سکتی ہے وُہ "پرکاش" کے نزدیک بھی وُہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی ہے۔ اور وُہ "روحانیت" ہے۔ چنانچہ "پرکاش" آریوں کو روحانیت سے عاری قرار دیتا ہُوا لکھتا ہے

"اگر کسی طرح سے آریہ پُرشوں میں خالص روحانیت کی لہر دوڑ سکے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے۔ لیکن یہ کام تو نہایت مشکل ہے۔ یہاں دماغ اتنا کام نہیں دیتا۔ جتنا آتما دیتا ہے۔ اس کے لئے کسی ایسے مہاتما کی ضرورت ہے۔ جس میں خالص رُوحانیت ہو۔ جس طرح ایک زندہ چراغ ہزاروں اور لاکھوں مردہ چراغوں کو جلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک روحانیت کے نُور سے منوّر سینہ لاکھوں اور کروڑوں سینوں میں رُوحانیت کا چراغ روشن کر سکتا ہے۔ یہاں دماغ کا اتنا کام نہیں۔ جتنا آتما کا ہے۔ اس کام کے لئے ہم کو کسی ایسے مہاتما کو اپنا اگوا بنانا پڑے گا۔ جس کا آتمک وکاس بہت اعلیٰ ہو۔ اور جو اپنی مثال سے ہمارے آتماؤں کو ایسے پرکار سے پریرت کر سکے۔ کہ ہم تامسک برتیوں کو چھوڑ کر ساتوک برتیوں کی طرف مائل ہوں۔ اپنے جیون کو سچا دھارمک بنائیں۔"

ان سطور کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ جہاں آریوں کو اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ وُہ روحانیت سے محروم ہیں وہاں وُہ یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آریہ سماج بحیثیت مذہب اس وقت تک دُنیا میں ٹھہر نہیں سکتا۔ جب تک ان میں خالص روحانیت کی لہر نہ دوڑ سکے۔ اور وُہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ لہر اس وقت تک نہیں دوڑ سکتی۔ جب تک انہیں کوئی ایسا مہاتما نہ ملے۔ "جس میں خالص روحانیت ہو۔"

اب بات بالکل صاف ہے۔ آریہ مذہب نے قریباً ایک سو سال کے عرصہ میں اگر کوئی ایک انسان بھی ایسا پیدا کیا ہے۔ جس میں خالص روحانیت پائی جاتی ہے۔ جس کا سینہ روحانیت کے نور سے منور ہو چکا ہے۔ تو مان لیا جائے گا۔ کہ آریہ مذہب میں کچھ نہ کچھ روحانیت ہے۔ کہ قریباً ایک صدی میں وُہ ایک انسان تو ایسا پیش کر سکا۔ جس میں "خالص روحانیت" پائی جاتی ہے۔ [illegible] خود آریوں کے خیال میں ہی سہی۔ لیکن اگر اتنے لمبے عرصہ میں آریوں کو اپنے میں سے ایک بھی ایسا شخص نہ مل سکے۔ تو اس بات کے تسلیم کر لینے میں انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ کہ "آریہ مذہب میں روحانیت نہیں ہے۔" روحانیت رکھنے والے مذہب کا تو یہ خاصہ ہے۔ کہ اپنے ہر سچے اور مخلص پیرو میں علیٰ قدر مراتب روحانیت پیدا کرے۔ لیکن اگر اس کے ماننے والوں میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ہو۔ جو خالص روحانیت حاصل ہونے کا دعویدار بن کر کھڑا ہو سکے۔ تو پھر ایسے مذہب کے روحانیت سے بالکل خالی ہونے میں کیا شک وشبہ رہ جاتا ہے۔

کیا آریہ صاحبان تمام آریہ مذہب کے ماننے والوں میں سے کوئی ایک شخص بھی اس مرتبہ کا پیش کر سکتے ہیں اور وُہ [illegible] کسی ایک کو بھی اس پایہ کا سمجھتے ہیں جس کا سینہ روحانیت کے نُور سے منوّر ہو۔ اس کا جواب آریہ اخبار "پرکاش" کے حسب ذیل الفاظ سے مل سکتا ہے۔ "پرکاش" ایک طرف تو آریہ پرشوں کے روحانیت سے محروم ہونے کا رونا روتا ہے۔ اور کسی ایسے "مہاتما" کی ضرورت کا شدت کے ساتھ اقرار کرتا ہے۔ "جس میں خالص رُوحانیت ہو۔" لیکن دوسری طرف نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے:۔

"آریہ سماج میں اس سمہ کوئی ایسا مہاتما ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر میرا یہ خیال درست ہے کہ کورا اپدیش منشوں کے جیون کو پلٹنے کے لئے ناکارہ ہے۔ اور اس کے لئے کسی عالم باعمل کی شرن لینی پڑے گی۔ تو آریہ سماج کو بھی کوئی ایسا مہاتما ڈھونڈ نکالنا ہوگا۔"

ایک طرف تو "پرکاش" تسلیم کرتا ہے۔ کہ "ایک روحانیت کے نُور سے منوّر سینہ لاکھوں اور کروڑوں سینوں میں روحانیت کا چراغ روشن کر سکتا ہے۔" لیکن دوسری طرف تمام آریہ سماجیوں کا یہ فرض قرار دیتا ہے۔ کہ وُہ کسی ایسے شخص کی تلاش میں لگ جائیں۔ جس میں خالص روحانیت پائی جائے۔ جب ایک معمولی چراغ اپنے آس پاس کی چیزوں تک روشنی پہنچا سکتا۔ اور انہیں اپنی موجودگی کا علم دے سکتا ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک "خالص رُوحانیت" رکھنے والا انسان ظلمت کے پردوں میں چھپا رہے۔ اور کسی کو علم تک نہ ہو۔ پس اگر آریہ سماج میں کوئی ایسا شخص ہوتا۔ جس میں روحانیت کا شائبہ بھی پایا جاتا۔ تو پھر اسے ڈھونڈ نکالنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اس سوال کا پیدا ہونا بتاتا ہے۔ کہ آریوں میں کوئی ایسا انسان ہے ہی نہیں۔ جب حالت یہ ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کہ "آریہ مذہب میں روحانیت نہیں ہے۔" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ وُہ نشان ہے۔ جو خود آریوں نے پیش کیا ہے۔ اب وُہ لاکھ ڈھونڈیں یہ ناممکن ہے۔ کہ آریہ سماج میں سے انہیں کوئی ایسا انسان مل سکے جس میں روحانیت پائی جائے۔ اگر انہیں روحانیت کی تڑپ ہے۔ تو اسلام قبول کر لیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے سینوں کو روحانیت کے نُور سے منوّر کریں۔

غیر مبائعین کی وقعت غیر احمدیوں میں

حق وصداقت سے بغض وعداوت کی وجہ سے "پیغام صلح" کی حالت یہاں تک گر چکی ہے۔ کہ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلۂ عالیۂ احمدیہ کے بدترین دشمنوں کی تحریروں کو بھی اپنی تائید۔ اور ہماری مخالفت میں پیش کرتا ہُوا ذرا نہیں شرماتا۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا ہے کہ کسی معاند احمدیت کے بیان کو جو غیر مبائعین کے خلاف ہو اپنے عقائد کی تائید میں پیش کریں۔ حالانکہ بارہا اس قسم کے بیانات شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں غیر مبائعین کو زیادہ خطرناک اور زیادہ نقصان رساں قرار دیتے ہُوئے جماعت احمدیہ کی تعریف کی گئی ہے۔ ہم نے اسے کبھی کوئی وقعت نہیں دی۔ لیکن "پیغام صلح" نے اخبار "مدینہ" کی ہمارے خلاف ایک تحریر کو غنیمت سمجھا۔ اور اس کی بنا پر ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع کر دیا۔

"پیغام صلح" کو ڈوبتے ہُوئے اگر اس قسم کا غیرت وحمیت کش سہارا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ تو خوشی سے لے۔ مگر یہ نہ سمجھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر اور آپ کے درجہ کو گھٹا کر غیر مبائعین غیر احمدیوں میں کچھ وقعت حاصل کر سکتے ہیں۔ یا کسی رنگ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کی قسمت میں دربدر کی ٹھوکریں۔ اور ذلّت وخواری کے سوا کچھ نہیں۔ اگر وُہ یہ سمجھتے ہوں۔ کہ مسئلہ کفر واسلام میں عام مسلمانوں کی رضا جوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام پر ترجیح دے کر قدر ومنزلت حاصل کر سکتے ہیں۔ یا مونہہ لگنے کے قابل بن سکتے ہیں۔ تو یہ سراسر غلط ہے۔ اس چیخ وپکار کو جانے دیجیے۔ جو "پیغام" کے صفحات میں "حضرت امیر" کی طرف سے غیر احمدیوں کی ایذا رسانیوں اور مخالفتوں کے متعلق ہوتی رہتی ہے۔ اخبار "النجم" (۱۱ ستمبر) کا وُہ اعلان ملاحظہ کیجیے۔ جو اس نے بمبئی کے چند معززین کی طرف سے "لاہوری مرزائیوں کو دعوت مباہلہ" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اور جس میں مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ "اگر وُہ حق پر ہوں۔ تو ہماری دعوت مباہلہ کو بخوشی منظور کریں۔"

غیر مبائعین کے "حضرت امیر" کو خصوصیت سے چیلنج مباہلہ دینا ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ جن لوگوں کی خاطر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑا۔ ان میں انہیں کتنی وقعت حاصل ہے۔

قیام امن حکام کا فرض ہے

بعض شرارت پسند لوگوں نے جو حکومت کے خلاف شورش پھیلانے میں ناکام ونامراد ہو چکے ہیں۔ جگہ جگہ پھر کر جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ جہاں ان کی شرارت حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور فرض شناس مقامی حکام موجود ہوتے ہیں۔ وہاں ان کو قانونی طور پر بدزبانی اور مفسدہ پردازی سے روک دیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حدیث ثلاث کذبات

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی چار کذب بیانیاں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ایک دعا کی تھی۔ جس کے الفاظ قرآن مجید میں یوں مذکور ہیں۔ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (الشعراء ع ۵) کہ اے خدا تو پچھلے لوگوں میں میرے لئے سچی زبان بنا یعنی ایسا کر کہ آخری زمانہ میں جبکہ میرے نادان دوست بھی مجھے تین جھوٹ بولنے والا تسلیم کرکے اس کی تبلیغ کریں گے۔ تو اپنے فضل سے ایک جماعت قائم کرنا جو میرے لئے محض سچائی اور عمدہ ذکر کو قائم کرنے والی ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو اس آخری زمانہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ پورا فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ پورے زور اور پوری قوت سے ہر اس کلام کو باطل یقین کرتی ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف کذب بیانی کو منسوب کرتا ہو۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بروز ابراہیم بنکر اس فرض کو ادا فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اہلحدیثوں کا عقیدہ

اہلحدیث گروہ بھی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے" (اخبار اہلحدیث ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء) اور چونکہ یہ لوگ اس ناپاک عقیدہ کی بنیاد صحیح بخاری کی ایک حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کذبات پر رکھتے ہیں۔ اس لئے میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں معقول ترین دلائل کی رو سے اس حدیث کی حقیقت کو ظاہر کیا۔ چنانچہ میرا یہ مفصل مضمون اخبار الفضل ۱۲-۱۹-۲۶ جولائی ۱۹۳۴ء کے پرچوں میں چھپ چکا ہے مضمون اس قدر ٹھوس براہین پر مشتمل ہے۔ کہ اس حدیث کے سب سے بڑے حامی اور احمدیت کے ناکام ترین دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بھی نفس مضمون پر نکتہ چینی کی جرأت نہیں ہو سکی۔ لیکن حق کو قبول کر لینا یا خاموش رہنا آپ کی عادت کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ نے محض دھوکہ دہی کی راہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت کا ایک ادھورا اقتباس بعنوان "حدیث ابراہیمی پر اعتراض کرنیوالا خبیث متکبر اور شیطان ہے" شائع کیا۔ مولوی صاحب کی اس حق پوشی کا جواب الفضل ۲ اگست میں دیا گیا ہے۔ جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پورا اقتباس پیش کر دیا ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے جواب میں اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ اگست میں پھر اپنی بات کا اعادہ کیا ہے۔ اس لئے میں مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب زیادہ واضح صورت میں شائع کرتا ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی پہلی کذب بیانی

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"اہلحدیث مورخہ ۱۲ جنوری - ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی (لم یکذب الا ثلاثا) کے جواب میں روئے سخن غیر مرزائی معترضین کی طرف تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی قادیان سے بھی مخالفت آواز اٹھی تھی اس لئے قادیان کے اعتراض کو مرزا صاحب متوفی کے فتوے سے رد کرنا مناسب ہے" (اہلحدیث ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء)

اللہ تعالےٰ کی غیرت کا تقاضا تھا۔ کہ وہ شخص جو اس کے پیارے نبی ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسوب کرتا ہے اور یہ کہتے ہوئے اس کے دل میں خوف خدا پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کا کھلم کھلا کاذب ہونا ثابت کر دیا جائے۔ تا اہل دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے۔ محض جھوٹ ہے۔ اور مقدس ابراہیم علیہ السلام کو تین جھوٹوں کا مرتکب قرار دینے والے کا یہی انجام ہوتا ہے:

مولوی صاحب اپنے اخبار ۲۷ جولائی میں لکھتے ہیں:- "اہلحدیث مورخہ ۱۲ جنوری - ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی (لم یکذب الا ثلاثاً) کے جواب میں روئے سخن غیر مرزائی معترضین کی طرف تھا۔ حالانکہ یہ مولوی صاحب کی کھلی کذب بیانی ہے۔ جس کا ثبوت خود ان کے اپنے ہی یہ الفاظ ہیں۔

(۱) حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت ایک حقیقت کا اظہار آیا ہے۔ اس پر بہت سے منکرین حدیث بلکہ بعض قائلین حدیث بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جماعت مرزائیہ نے تو آج کل اس حدیث کو اپنا سہارا بنا رکھا ہے۔ اس لئے ہم اس مشکل کو اپنے ناقص علم کے مطابق حل کرتے ہیں۔" (۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء)

(۲) اہلحدیث مورخہ ۱۲ جنوری سنہ رواں میں حدیث ابراہیمی پر بحث کی گئی ہے۔ جس میں ذکر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے۔ . . . پہلے نمبر میں ہمارا روئے سخن دراصل جماعت مرزائیہ کی طرف تھا جو احادیث مرویہ کو مانتی ہے۔ آج کا روئے سخن اہل قرآن منکرین حدیث کی طرف ہے۔" (۲۳ فروری ۱۹۳۴ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب ۲۷ جولائی کے پرچہ میں تو لکھتے ہیں۔ "اہلحدیث مورخہ ۱۲ جنوری - ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی کے جواب میں روئے سخن غیر مرزائی معترضین کی طرف تھا" لیکن اپنے اخبار کے پرچہ ۲۳ فروری میں اخبار اہلحدیث ۱۲ جنوری کے متعلق لکھتے ہیں۔ "پہلے نمبر میں ہمارا روئے سخن دراصل جماعت مرزائیہ کی طرف تھا۔ گویا صریح کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ کیونکہ پہلی عبارت میں اہلحدیث ۱۲ جنوری کا روئے سخن "غیر مرزائی معترضین" کی طرف بتایا ہے۔ اور دوسری عبارت میں اسی مضمون کا روئے سخن "جماعت مرزائیہ کی طرف" بتایا ہے۔ کیا اب بھی مولوی صاحب کی دروغگوئی میں شک ہو سکتا ہے۔ کیا مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اس بیان میں دروغگوئی سے کام نہیں لیا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی دوسری کذب بیانی

مولوی صاحب کی دوسری کذب بیانی یہ ہے۔ کہ انہوں نے غلط بیانی کے طور پر ہمیں بے جا دخل دینے والے اور پھر محض معترض قرار دے کر لکھا ہے۔

(۱) "قادیان کے اعتراض کو مرزا صاحب متوفی کے فتوے سے رد کرنا مناسب ہے" (۲) "قادیانی معترض کے جواب میں مرزا صاحب کا فتویٰ کافی ہے" (اہلحدیث ۲۷ جولائی)

گویا آپ ہمارے دلائل و براہین سے لبریز مضمون کے جواب میں صرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس اور وہ بھی ادھورا پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پرچہ ۲۷ جولائی میں آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ لیکن ۲۴ اگست کے پرچہ میں لکھتے ہیں:- "اہلحدیث ۲۳ فروری اور ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء میں حدیث ابراہیمی پر مفصل بحث ہوئی ہے۔ چونکہ ۲۷ جولائی کے پرچہ میں مرزائی معترض کی طرف توجہ تھی۔ اس لئے اسمیں مرزا صاحب کا قول بھی نقل ہونا لازمی تھا"

گویا ۲۷ جولائی کے پرچہ میں آپ نے "مرزائی معترض" کے جواب میں "مفصل بحث" کی ہے۔ جس میں "مرزا صاحب کا قول بھی نقل" ہو گیا۔ مولوی صاحب نے اس بیان بالمخصوص لفظ

"دہمی" میں خاص کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ۲۷ر جولائی کے پرچہ میں کوئی "مفصل بحث" نہیں ہے۔ اس میں حضرت اقدس کی عبارت کے ناقص اقتباس کے علاوہ اور کوئی بحث نہیں۔ لہذا یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی دوسری کذب بیانی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تیسری کذب بیانی

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تیسری کذب بیانی یہ ہے۔ کہ آپ نے ازراہ ملمع سازی حضرت اقدس کے ایک اقتباس کو "فتویٰ" کا نام دے کر ادھورے طور پر پیش کر کے لکھا

(۱) "مرزا صاحب نے حدیث ابراہیم کو جس میں تین کذبات کا ذکر ہے۔ مرزا صاحب نے تسلیم کر کے اس پر اعتراض کرنے والے کو خبیث وغیرہ کہا ہے۔" (۲۴ر اگست)

(۲) "حدیث ابراہیمی پر اعتراض کرنے والا خبیث، متکبر اور شیطان ہے۔" (۲۷ر جولائی)

پیشتر اس کے کہ میں مولوی صاحب کی اس خطرناک کذب بیانی اور بیہودیانہ دھوکہ دہی کا راز ظاہر کروں۔ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ "حدیث ابراہیمی" سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا مراد ہے؟ آپ لکھتے ہیں۔ "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے۔" گویا جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ کہ حضرت ابراہیم نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ بلکہ اس عقیدہ کو قابل اعتراض قرار دیتا ہے۔ وہ خبیث متکبر اور شیطان ہے مولوی صاحب یہ نتیجہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ سیدنا حضرت اقدس نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین جھوٹوں کا مرتکب نہیں مانتا۔ وہ خبیث متکبر اور شیطان ہے۔ بلکہ حضور نے اس کے بالکل برعکس تحریر فرمایا ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت اقدس کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

"اگر کوئی حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے۔ کہ مجھے جسقدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے" (اہلحدیث ۲۴ر اگست)

گویا جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف "دروغگوئی" کی نسبت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے ہیں۔ ایسا شخص خبیث متکبر اور شیطان ہے۔ نہ کہ وہ خبیث ہے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "صدیق نبی" اور سراپا راستباز یقین کرتا۔ اور اس کا اعلان کرتا ہے۔ پس یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تیسری کذب بیانی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی چوتھی کذب بیانی

مولوی ثناء اللہ صاحب کی چوتھی کذب بیانی یہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب (دافع الوساوس) سے جو ادھوری عبارت ۲۷ر جولائی کے پرچہ میں نقل کی تھی۔ اس کے متعلق لکھا۔ کہ

"ہم نے بتایا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے حدیث ابراہیم کو جس میں تین کذبات کا ذکر ہے۔ مرزا صاحب نے تسلیم کر کے اس پر اعتراض کرنے والے کو خبیث وغیرہ کہا ہے۔" (۲۴ر اگست)

مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث کو تسلیم فرمایا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے تھے۔ حالانکہ (دافع الوساوس) کی پیشکردہ عبارت میں اس حدیث کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعود نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔ بلکہ حضور نے "دافع الوساوس" کے اسی مقام پر تحریر فرمایا ہے۔

(۱) "انسان جس وقت بباعث تکبر اور حسد کے پردوں کے نابینا ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کو ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ یہ الزام کچھ نئے نہیں ہیں۔ خدا تعالےٰ کے نیک بندے جسقدر دنیا میں آئے۔ بدطینتوں نے ان پر یہی الزام لگائے۔ کہ یہ جھوٹے ہیں۔ کذاب ہیں مفتری ہیں"

(۲) "یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرک کا کام تھے۔ جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا۔ اور پھر اپنے تصرف میں لانا۔ اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا۔ اور اس کا عطر پیشکردہ جو حلال وجہ سے نہ تھا۔ استعمال کرنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغگوئی میں داخل تھا۔"

(۳) اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو۔ تو یہ اس کی نادانی ہوگی جو اس کو رسوا کرے گی"۔

ان اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بات تسلیم فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ ایسے طور پر کلام فرمایا۔ جو بدطینتوں کی نظر میں کذب تھا۔ نادانوں کے خیال میں بے ہودہ کلام تھا۔ ظاہر پرست اور نافہم اس کو دروغگوئی قرار دے سکتے ہیں حالانکہ وہ دروغگوئی نہیں۔ کذب نہیں۔ جھوٹ نہیں۔ بالکل سچ اور واقعہ کے مطابق ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تہمت کذب بیانی کو دور کیا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت ابراہیم علیہما السلام کے متعلق "ثلاث کذبات" کو تسلیم کر لیا پس یہ مولوی صاحب کی چوتھی کذب بیانی ہے۔

محل اختلاف کیا ہے؟

اس جگہ ضروری ہے۔ کہ میں جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ کو اور واضح کر دوں۔ اور وہ یہ کہ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انی سقیم نہیں کہا۔ یا بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون۔ نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ ہم مانتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایسا ضرور کہا تھا۔ ہاں جس بات کا ہم انکار کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کے یہ قول کذب بیانی تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ہر قول میں صادق تھے۔ پس ان الفاظ کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ناجائز نہیں جانتے۔ بلکہ ان کو کذب گردانا باطل سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں قول قرآن پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں۔ مگر "صدیقاً نبیاً" کہہ کر۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے قائل ضرور ہیں۔ مگر وہ ایسا کہنے میں صادق ہیں۔ کاذب نہیں۔

ایسا ہی تیسرا واقعہ ہے۔ جو تورات اور بعض احادیث میں آیا ہے۔ مگر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس قول میں بھی صادق ہیں۔ کاذب نہیں ہیں۔ پس محل اختلاف یہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ کذب بیانی کی ہے یا نہیں؟ اہلحدیث اور مولوی ثناء اللہ صاحب یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے ان ہرسہ اقوال میں کاذب تھے۔ انہوں نے تین کذب بیانیاں کیں۔ مثلاً انہوں نے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ مگر بیمار نہ تھے۔ یہ جھوٹ ہے۔ لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے ہر قول میں صادق تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ بلکہ ان کی پاکیزہ فطرت کے پیش نظر جھوٹ بولنا ان کے لئے محال تھا۔

پس جب انہوں نے کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ تو وہ فی الواقع بیمار تھے۔ یہ بالکل سچ تھا۔ اس کو جھوٹ قرار دینا جھوٹ ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے سوال کا جواب

غرض ہمارا اختلاف ان اہلحدیث کہلانے والوں سے اس امر میں ہے۔ کہ کیا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ان ہر سہ اقوال میں کاذب تھے یا صادق؟ مولوی ثناء اللہ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دروغگوئی کی نسبت کرنے والا کاذب اور خبیث ہے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"احمدی ممبرو! ایمان سے بتاؤ واقعات ثلاثہ مان کر یہ جواب ہے یا سرے سے واقعات کا ہی انکار ہے؟"
(۲۴ اگست ۱۹۳۴ء)

میں حیران ہوں۔ کہ مولوی صاحب کے اس سوال کو ان کی سادہ لوحی قرار دوں یا دھوکہ بازی سے تعبیر کروں۔ کیا وہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ "سرے سے واقعات کا ہی انکار" کیونکر ممکن ہے جبکہ دو کا ذکر نص قرآنی میں مذکور ہے۔ اور تیسرا احادیث میں بتاویل مذکور ہے۔ چنانچہ اس تاویل کے ماتحت اس کو کذب بیانی قرار دینا کذب ہے۔ جیسا کہ میں الفضل ۱۹ جولائی میں لکھ چکا ہوں۔ غرض واقعات کا "سرے سے ہی انکار" کا سوال ایک عجیب سوال ہے۔ ایک عیسائی کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کو "کلمۃ اللہ" کہا ہے۔ لہٰذا وہ خدا ہیں۔ خدا کے بیٹے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کہیں کہ "کلمۃ اللہ" کے معنی خدا کے حکم سے پیدا شدہ ہیں اس سے مسیح کی الوہیت ثابت نہیں ہوسکتی۔ تو وہ مسیحی کہنے لگ جائے۔ کہ آپ ایمان سے بتائیں۔ کہ کیا آپ مسیح کے کلمۃ اللہ ہونے کا اقرار کر کے یہ جواب دیتے ہیں یا سرے سے ہی اس کا انکار کرتے ہیں۔ یقیناً ایسے نادان سائل کو کہا جائے گا۔ کہ سوال الوہیت مسیح کا ہے۔ یہ سوال نہیں ہے۔ کہ ان کا لقب کلمۃ اللہ ہے یا نہیں۔ وہ ہزار مرتبہ کلمۃ اللہ ہوں مگر اس سے ان کی خدائی ثابت نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے کہتا ہوں۔ کہ اس جگہ سوال یہ ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کے ان اقوال سے ان کا تین مرتبہ جھوٹ بولنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ سوال نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ اقوال فرمائے تھے یا نہیں۔ انہوں نے انی سقیم وغیرہ کہا اور ضرور کہا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ کذب تھا جھوٹ تھا خلاف واقع تھا میں اپنے مفصل مضمون میں یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ یہ جھوٹ نہ تھا۔ خلاف واقع نہ تھا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس کو جھوٹ اور کذب قرار دیتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ اس قول کا جھوٹ ہونا ثابت کریں۔ بھلا اس امر سے ان کو کیا حاصل کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اقوال کو تسلیم کر کے یہ جواب دیا ہے۔ کہ جو شخص ان اقوال کو ابراہیم علیہ السلام کی کذب بیانی قرار دیتا ہے وہ خبیث اور متکبر اور شیطان ہے۔ کیونکہ یہ بیان تو خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہی خلاف ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایک نصیحت

میں مولوی صاحب کے سوال کا جواب دے چکا ہوں اور ان کی چار کذب بیانیاں ثابت کر چکا ہوں۔ اور میرا مضمون دربارہ تحقیق حدیث "ثلاث کذبات" لاجواب ہے۔ علمی اور تحقیقی طور پر مولوی ثناء اللہ صاحب یا کوئی اور اہل حدیث مولوی صاحب اس کا ہرگز جواب نہیں دے سکتے۔ ان کی کوشش صرف یہ ہے۔ کہ چند اہل حدیثوں کو اس عقیدہ پر قائم رکھنے کے لئے کہ "حضرت ابراہیم نے ساری عمر میں تین جھوٹ بولے" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کے ادھورے اقتباسات پیش کریں۔ مگر ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ کہ وہ اس کوشش میں بھی کس بری طرح سے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ بالآخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین جھوٹوں کے مرتکب گرداننے کے گندہ عقیدہ سے توبہ کر کے ان کو صدیقاً نبیاً تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل کے لئے بہت غیرت ہے۔ چنانچہ اسی غیرت کا نمونہ ہے۔ کہ ہم بآسانی مولوی ثناء اللہ صاحب کی چار کذب بیانیاں ثابت کر چکے ہیں۔ بھلا کیونکر ممکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹ بولنے والا بتانے والا سچا ثابت ہو سکے۔؟ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے ہم نوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس زمانہ میں جبکہ دعا ابراہیمی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ کے مطابق جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ تین جھوٹ بولنے والا ثابت کر سکیں۔ ہاں اگر انہوں نے اس ناپاک خیال سے توبہ نہ کی۔ تو زیادہ سے زیادہ رسوائی اٹھائیں گے۔ اور دنیا و آخرت میں ذلیل ہونگے۔

(خاکسار:۔ ابوالعطاء الجالندھری از راس البر۔ مصر)

دو تبلیغی رسالے

جماعت احمدیہ حافظ آباد نے دو رسالے بدر کامل اور جلوہ صداقت تصنیف کردہ چوہدری محمد اکبر صاحب شائع کئے ہیں جن میں مدلل طور پر صداقت مسیح موعود علیہ السلام از روئے احادیث و قرآن شریف پیش کی گئی ہے۔ قیمت علی الترتیب عہ فی سینکڑہ۔ اور للعہ سینکڑہ رکھی گئی ہے۔ احباب مجھ سے طلب فرمائیں (خاکسار۔ کرم الٰہی گرداور حافظ آباد)

جماعت احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ ۱۵ اور ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو بخیر و خوبی سرانجام پایا۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی محمد سلیم صاحب اور شیخ مبارک احمد صاحب نے مختلف مضامین پر نہایت مدلل اور احسن پیرایہ میں تقریریں کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کی

چونکہ پچھلے دنوں غیر احمدیوں کی تین مختلف انجمنوں نے اپنے جلسے کر کے احمدیت کے اشد ترین دشمنوں سے بدزبانی کرائی۔ اس لئے ہم نے اپنی ہر ایک تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقعہ رکھا جس سے بعض لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ سوالات کئے اور ان کو تسلی بخش جواب دئے گئے۔ اس کے علاوہ ایک خاص وقت برائے سوال و جواب رکھا گیا تھا۔ اس کا اعلان بذریعہ پوسٹر اور اشتہارات کیا گیا اور انجمنوں کے نمائندگان کو خطوط لکھے گئے۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ یہ ہے ان کا علم۔ احمدیت کی مخالفت میں حضرت مولانا مولوی کیا کیا کہلواتے ہیں۔ مگر قرآن شریف کے ایک رکوع کا ترجمہ نہیں آتا۔

مستری عبدالکریم مرتد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نہایت گندے الفاظ استعمال کئے۔ مولوی حبیب الرحمٰن نے تو حد کر دی کبھی کہتا تھا۔ کہ اس جماعت کی ہستی کیا ہے۔ کبھی کہتا۔ ظفر اللہ خاں کی ہم نے اس وقت لعنت کی ہے۔ جب کہ کچھ بن نہیں سکتا۔ قادیان میں ہم نے جھنڈا لگایا ہے۔ روپیہ ہونا چاہئیے۔ روس میں احمدیت کا زور ہے۔ لنگ امان اللہ خاں کو احمدیوں نے کابل سے نکالا۔ یہ لوگ کسی دن حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اب بھی قادیان میں اپنی حکومت ہے۔ عدالت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سمجھدار لوگ جانتے تھے۔ کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے۔ کہ احمدیوں کی کوئی ہستی نہیں۔ اور دوسری طرف تین چار دن سے ہر تقریر میں احمدیت کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ان میں ایسی طاقت ہے۔ کہ سلطنتوں کو الٹ سکتے ہیں

عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس سال نہ معلوم کس مصلحت سے گالیاں نہیں دیں۔ اور نہ ہی احمدیت کا کچھ ذکر کیا۔ اتنا کہا کہ میں قادیانی مذہب کے خلاف کچھ نہیں کہونگا۔ کیونکہ مجھے منع کیا گیا ہے۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ ان لوگوں نے احمدیت کی مخالفت میں اپنے اخلاق بھی تباہ کر لئے ہیں۔

(شیخ غلام علی احمدی اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ شملہ)

اسلامی نجات پر آریوں کے اعتراض کا جواب

اسلامی نجات اور آریہ سماجی

اسلام نے نجات کے متعلق یہ صحیح اور سچا اصل پیش کیا ہے۔ کہ وہ دائمی اور غیر مقطوع ہے۔ مگر آریہ سماجی اس کے خلاف اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ انسانی اعمال اور کام سب محدود ہوتے ہیں۔ جو ایک معین وقت سے شروع ہو کر دوسرے معین وقت پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے محدود اعمال کے نتیجہ میں نجات بھی محدود ہی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ اعتراض بالکل بودا اور نامعقول ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ثابت کیا جائے گا۔

پہلا جواب

اسلام اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات کو نہایت رحیم و کریم ثابت کرتا ہے۔ اور نجات کو محض اعمال انسانی کا نتیجہ قرار نہیں دیتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل پر منحصر رکھتا ہے۔ ہاں یہ کہتا ہے کہ اس فضل کو اعمال جذب کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے جس وقت حقیقی نجات حاصل کرنے والے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ تو وہ یہ کہیں گے۔ الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ۔ کہ سب تعریفیں اسی رحیم و کریم خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس امن کی جگہ پر اپنے فضل سے اتارا۔ پس مسلمان نجات کے لئے محض اپنے اعمال پر توکل اور بھروسہ نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے بھی قائل ہیں۔ کیونکہ اسلام آریہ سماج کی طرح خدا تعالےٰ کو اپنے اختیارات میں محدود نہیں قرار دیتا۔ نہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا نہ کسی کی سزا معاف کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو انعام دے سکتا ہے بلکہ اسلام ایسا خدا پیش کرتا ہے۔ جو اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا۔ اور ان پر اپنے فضل اور رحمت کی بارش برساتا ہے۔

دوسرا جواب

بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ انسانی نیکیاں اور اعمال محدود ہیں لیکن نیکیوں کا ارادہ اور نیت جو ہے۔ وہ تو غیر محدود ہے۔ اور انسانی اعمال کا محدود ہونا بسبب اس کی موت کے ہوتا ہے۔ اگر موت وارد نہ ہوتی۔ تو سلسلہ اعمال بھی منقطع نہ ہوتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ موت انسانی فعل نہیں۔ بلکہ الٰہی فعل ہے پس ایک حقیقی مسلمان کی نیت غیر محدود نیکیاں بجا لانے کی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کے قلب کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین (انعام) اس میں بتلایا ہے۔ کہ ایک حقیقی مسلمان کی تمام زندگی اور اس کا ہر عمل اللہ تعالےٰ ہی کی خاطر ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس پر کاربند رہنا چاہتا ہے۔ پس جب اس کی نیت محدود نہیں ہے۔ تو اللہ تعالےٰ جو ایک غیر محدود اور کامل ہستی ہے۔ اس کی شان سے بعید ہے۔ کہ وہ بدلہ دیتے وقت بندے کی نیت کا اجر نہ دے۔ وہ انسان کو یقیناً غیر محدود اجر دے گا

تیسرا جواب

دنیا میں یہ مسلمہ اصل ہے۔ کہ مزدور اور کام کرنے والے کو اس کے کام کی نسبت کم اجر دینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس کی محنت کی اجرت ٹھیک ٹھیک ادا کرنا انصاف کہلاتا ہے۔ اور محنت سے زیادہ اجر دینا قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک انسان سے ایک دن کے کام کے بدلہ میں ایک روپیہ اجرت مقرر ہو۔ اور شام کو اسے سوا روپیہ دے دیا جائے تو اس فعل کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور اجرت دینے والے کی تعریف کی جائے گی۔ پس جو امر اس دنیا میں کمزور انسان کے لئے خوبی کی بات ہے۔ وہ یقیناً کامل اور اکمل ذات الٰہی کے لئے بھی قابل ستائش ہے۔ اور جب وہ رحیم و کریم ہستی ہماری نیکیوں سے بڑھ کر ہم کو انعام و اکرام عطا فرمائے۔ اور دائمی نجات دے۔ تو یہ اس کے لئے باعث حمد و ستائش ہے۔ نہ کہ قابل اعتراض

چوتھا جواب

پھر یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ انسانی اعمال محدود نہیں۔ کیونکہ دنیا انسانی زندگی کی انتہا نہیں۔ بلکہ پہلی منزل ہے۔ اور عمل کرنا روح کا خاصہ ہے۔ پس روح دنیا میں بھی اور بہشت میں بھی نیک اعمال کرتی رہے گی۔ اور اس طور پر روح کی غیر محدود عبادت کا بدلہ غیر محدود نجات ہوگی۔ چنانچہ اسلامی معتقدات کی رو سے بہشت میں بھی روح اپنے پیدا کنندہ کی حمد و ستائش میں مشغول رہے گی۔ اور ہر وقت اس کی تسبیح و تحمید کرتی رہے گی اور یہ امر سوامی دیانند جی کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں "مکتی پائے ہوئے جیو پرمیشر کو پا کر اس کی عبادت کرتے ہوئے اسی کے سہارے رہتے ہیں"۔

پانچواں جواب

ایک محتاج ایک غریب آدمی سے ایک پیسہ نہایت خوشی سے لیتا ہے۔ مگر امیر سے زیادہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور اگر اسے بادشاہ سے کچھ مانگنے کا موقع مل جائے۔ تو اور زیادہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور خود بادشاہ کے لئے یہ باعث عار ہے۔ کہ کسی سائل کو ایک پیسہ یا ایک روپیہ دے۔ یہی مثال ہم آریہ سماجیوں کے سامنے پیش کر کے کہتے ہیں۔ کہ تم جو نجات اسلامی پر معترض ہوتے ہو۔ تو غلطی سے کام کرنے والے محدود انسان تک اپنی نظر محدود رکھتے ہو۔ حالانکہ چاہیئے۔ یہ کہ نظر اٹھا کر دینے والے غیر محدود خدا کو دیکھو۔ پس مسلمانوں کا نقطۂ نظر بالکل صحیح ہے۔ وہ بدلہ کے متعلق بدلہ دینے والے کی ذات مبارک کو دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ چونکہ اس کی ذات اقدس غیر محدود ہے۔ لہذا بدلہ بھی غیر محدود ہی ملے گا۔

چھٹا جواب

جب دنیا میں اللہ تعالےٰ کے اجر دینے کا طریق دیکھا جاتا ہے۔ تو اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اعمال کے مقابلہ میں وہ بہت بڑھ چڑھ کر دیتا ہے۔ کسی انسان کی محنت کا بدلہ اس دنیا میں اس کی محنت کے برابر نہیں ملتا۔ بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک کسان اگر ایک دانہ گندم کا زمین میں بوتا ہے۔ تو الٰہی قوانین اسے ایک دانہ کے بدلہ میں صرف ایک ہی دانہ نہیں دیتے۔ بلکہ بیسیوں اور سینکڑوں دانے دیتے ہیں۔ اسی طرح باقی محنتوں اور کوششوں کا ثمرہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ انسان جس قدر سعی و کوشش کرتا ہے۔ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اس کو اس کا ثمرہ دیا جاتا ہے۔ پس جب اس دنیا میں جو کہ بدلہ کے لحاظ سے ناقص اور انعام کے لحاظ سے غیر مکمل ہے۔ ہم اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ انسانی محنت کا ثمرہ بہت زیادہ ملتا ہے۔ تو اگلے جہان میں جو نجات اور کامل راحت و سکون کی جگہ ہے۔ ہم محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ سمجھیں۔ تو کونسا استحالہ لازم آسکتا ہے۔ مشاہدہ تجربہ اور عقل اسباب کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ واقعی اس رحیم و کریم ہستی کا جب اس دنیا میں ہمارے ساتھ یہ سلوک ہے۔ کہ ایک معمولی محنت و کوشش کے بدلہ میں بہت زیادہ انعام و اکرام عطا ہوتا ہے۔ تو اگلے جہان میں جو کامل انعام پانے کی جگہ ہے۔ اس سے بڑھ چڑھ کر اس کا لطف و کرم ہوگا۔

ساتواں جواب

یہ امر کہ اس دنیا میں جو انعامات حاصل ہوتے ہیں۔ وہ محدود ہیں اور اخروی انعامات غیر محدود ہوں گے۔ خود بانی آریہ سماج کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ "دنیوی سکھ جو معمولی سورگ (بہشت) ہے اور پرمیشر کے ملنے سے جو آنند ہوتا ہے وہ غیر معمولی سورگ ہوتا ہے" (ستیارتھ پرکاش ص۲۴۹) ان الفاظ میں سوامی صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ اس دنیا میں جو راحت ملتی ہے۔ وہ معمولی ہے۔ اور مکتی خانہ کی جو راحت ہوگی۔ وہ غیر معمولی ہوگی ۔ (ملک محمد عبداللہ مولوی فاضل سٹیر یا لی)

احراریوں کی شورش کیخلاف مسلمان زمینداران پنجاب کی آواز

شرارت آمیز پروپیگنڈا کے متعلق احراریوں کو تنبیہ

۲۰ر ستمبر بمقام بدوملہی (ضلع سیالکوٹ) جو کہ اضلاع سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ کے بہت سے علاقہ کے لئے ایک مرکزی جگہ ہے۔ جناب چودہری غلام حیدر خان صاحب رئیس اعظم بدوملہی و بانی مدرسہ غلام حیدر مسلم ہائی سکول بدوملہی کی کوٹھی پر بصدارت جناب چودہری محمد اسمٰعیل خان صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و رئیس کھیوا ہر سہ اضلاع کے معزز مسلمان زمینداروں کا جس میں ان تینوں اضلاع کے نمائندگان شامل تھے۔ جلسہ ہوا۔ اور بالاتفاق حسب ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے:

احراریوں کے متعلق اظہار نفرت

(۱) یہ جلسہ اس بے ہودہ اور بے معنی ایجی ٹیشن کو جو جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری ممبر مجلس انتظامیہ وائسرائے ہند کے خلاف چند شوریدہ سر آدمیوں نے جن کو احراری کہتے ہیں۔ برپا کر رکھی ہے۔ نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

محرک۔ چودہری غلام حیدر خان صاحب رئیس بدوملہی ۔ موید۔ چودہری سلطان علی خان صاحب پنشنر پولیس بدوملہی و چودہری محمد صفدر خان صاحب رئیس ہیہ سوجا۔ ضلع شیخوپورہ

زمیندار برادری کا درخشندہ گوہر

(۲) یہ جلسہ اس بات کو بڑے زور سے پیش کرنا چاہتا ہے۔ کہ چودہری ظفر اللہ خانصاحب ہماری زمیندار برادری کے ایک درخشندہ گوہر ہیں۔ اور جملہ زمینداران پنجاب کے بہترین نمائندہ ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ تمام زمینداران پنجاب ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں تک سیاسیات کا تعلق ہے۔ اس میں ہم اپنے مذہبی عقائد کے اختلافات کو ہرگز دخل نہیں دینا چاہتے۔ چودہری صاحب موصوف باوجود احمدی عقائد رکھنے کے ہماری ساری برادری میں اس قدر ہردلعزیز ہیں۔ کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

محرک۔ چودہری فتح دین صاحب ذیلدار و رئیس مدد کا ہلواں ضلع سیالکوٹ

موید چودہری سردار خاں صاحب رئیس میروال ضلع شیخوپورہ

گورنمنٹ سے درخواست

(۳) یہ جلسہ جو کہ ہر سہ اضلاع کے صحیح نمائندگان پر مشتمل ہے۔ اور در اصل تمام پنجاب کے مسلمان زمینداروں کا ترجمان ہے۔ گورنمنٹ سے پر زور درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ احراریوں کے بے معنی شور سے ہرگز متاثر نہ ہو۔ اور جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری کر کے جملہ زمینداران پنجاب کو شکریہ کا موقعہ دے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے۔ کہ ان سے بہتر پنجاب کے زمینداروں کا نمائندہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

محرک۔ چودہری محمد انور خان صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر شیخوپورہ

موید۔ چودہری نصیر احمد صاحب بی۔ اے بدوملہی و چودہری محمد سرفراز خان صاحب رئیس و پریذیڈنٹ کمیٹی بدوملہی ضلع سیالکوٹ

مجلس احرار کو تنبیہ

(۴) یہ جلسہ مجلس احرار کو متنبہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ وہ اس شرارت آمیز پروپیگنڈا سے باز آئے۔ اور ہمارے ہردلعزیز لیڈر کے برخلاف جو شورش اس نے اٹھا رکھی ہے اسے فوراً بند کرے۔ ورنہ اس سے مسلمانوں میں شہری اور دیہاتی تفریق کی وجہ سے ایک نیا فتنہ برپا ہو گا۔ اور اہل دیہات کا بے پناہ سیلاب ایسے زور سے اٹھے گا۔ کہ اس کی روک تھام مشکل ہو گی۔

محرک۔ چودہری غلام رسول خان صاحب رئیس گھڑیال کلاں ضلع شیخوپورہ

موید۔ چودہری عشرت علی خان صاحب رئیس کالی۔ ضلع گوجرانوالہ و چودہری محمد بشیر احمد خان صاحب رئیس سوہادہ ضلع گوجرانوالہ

(۵) یہ جلسہ پریذیڈنٹ صاحب کو اختیار دیتا ہے۔ کہ اس کی ایک ایک نقل جناب وائسرائے ہند اور صاحب گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیج دے۔ اور نیز اخبارات کو بھی (نامہ نگار)

احراریوں کے متعلق مسلمانان بنگال کی طرف سے اظہار نفرت

مسلمانان بنگال کے واحد ترجمان روزانہ اخبار کا بیان

مسلمانان بنگال کے واحد انگریزی روزانہ اخبار دی سٹار آف انڈیا نے "عجیب غریب گرمیاں" کے عنوان سے [illegible] ستمبر کی اشاعت میں ایک ۔ ایڈیٹوریل نوٹ شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مجلس احرار اسلام لاہور نے چودہری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق جو توہین آمیز شور و شر پیدا کر رکھا ہے۔ اسے وہ مسلم لیڈر بھی سخت ناپسند کرتے ہیں۔ جنہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ سر فضل حسین کی جانشینی کا فیصلہ کرتے وقت وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں دوسرے صوبجات کے مسلمانوں کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ صدر مجلس احرار نے جو میموریل شائع کیا ہے۔ اس میں یہ حیران کن بیان بھی درج ہے۔ کہ حکومت ہند مسلمانوں کے نام پر قادیانیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک روا رکھ رہی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیروؤں اور دوسرے مسلمانوں میں ان اختلافات کے باوجود جن کا اس میموریل میں ذکر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت قادیانیوں کو حلقۂ اسلام سے باہر نہیں سمجھتی۔ حیرانی کی بات ہے کہ گذشتہ سال جب چودہری صاحب سر فضل حسین صاحب کے جانشین مقرر ہوئے تھے۔ تو مجلس احرار نے کوئی اعتراض نہ اٹھایا تھا۔ ہم خود اس بات کے خواہشمند ہیں۔ کہ سر فضل حسین کی جانشینی کے لئے صوبہ بنگال سے کوئی مسلمان لیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود ان تلخ حملوں کی تائید نہیں کر سکتے۔ جو چودہری ظفر اللہ خان صاحب پر احراریوں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔

جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب اور مولوی ظفر علی صاحب

معاصر دور جدید (۱۴ر ستمبر) میں "زمیندار برادری کی متفقہ خواہش" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔ راجپال کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں مسلم آؤٹ لک کا جب کیس چلا ہے اور میاں سر محمد شفیع مرحوم کی کوٹھی پر ایک پرائیویٹ جلسہ میں جب یہ مسئلہ پیش ہوا۔ کہ ہائی کورٹ میں مسلمانوں

سر فضل حسین صاحب کا جانشین اور اخبار سول

احراریوں کی ایجی ٹیشن میں قطعاً معقولیت نہیں

سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۹ ستمبر لکھتا ہے۔

کچھ عرصہ سے پنجاب میں احرار نے جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے۔ اس کے باوجود باخبر حلقوں میں یہی خیال ہے۔ کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں سر فضل حسین کا جانشین اغلباً چودھری ظفر اللہ خان صاحب ہونگے۔ یہ ایجی ٹیشن جس میں دلیل اور معقولیت کی نسبت شور و شر زیادہ دخل ہے۔ نہ تو سرکاری حلقوں سے اور نہ ہی مسلمان لیڈروں سے کوئی تائید حاصل کر سکی ہے۔

ایجی ٹیٹر کہتے ہیں۔ کہ چودھری صاحب چونکہ قادیانی خیالات کے ہیں۔ اس لئے مسلمان نہیں۔ اور ایگزیکٹو کونسل میں جو جگہ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ وہ انہیں نہیں ملنی چاہیئے۔ لیکن اس کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ قادیانیوں کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتی۔ برطانوی عدالتوں میں مسلم لاء کے مطابق قادیانی مسلمان ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ اور انہیں مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ ۱۹۲۲ء میں مدراس ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا تھا۔ کہ پرانے خیالات کے مسلمانوں میں سے جو شخص قادیانی ہو جائے۔ وہ بدستور مسلمان رہتا ہے اور مسلم لاء کے مطابق کافر نہیں قرار پاتا۔ دوسری ہائی کورٹیں بھی اسی نظریہ کی پابند ہیں۔ قانونی نقطہ نگاہ سے قطع نظر کرتے ہوئے سیاسی طور پر بھی قادیانی ہمیشہ مسلمانوں میں شامل رہے ہیں۔ وہ مسلم حلقوں میں ووٹر ہیں۔ خود چودھری ظفر اللہ خان صاحب دوبار اسلامی حلقوں سے منتخب ہو چکے ہیں۔ اور ایک دفعہ بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔ وہ مسلمانوں کی سیاسی اور تعلیمی پبلک انجمنوں کے لیڈنگ ممبر رہے ہیں۔ سائمن کمیشن کے ساتھ کام کرنے کے لئے جو پراونشل ریفارم کمیٹی بنائی گئی۔ اس میں پنجاب کونسل کے مسلمانوں نے چودھری صاحب کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔ گول میز کانفرنس میں آپ کے بطور مسلم نمائندہ منتخب کئے جانے پر مسلمانوں کی طرف سے عام طور پر اظہار اطمینان کیا گیا۔ اور مسلم ممبران کانفرنس نے [illegible] انہیں اپنا Spokesman منتخب کیا۔ سر فضل حسین کے رخصت پر جانے کے موقع پر چودھری صاحب کا ان کا قائم مقام بننا پنجاب کونسل کے مسلمانوں نے بہت پسند کیا۔

پس یہ کہنا۔ کہ برٹش گورنمنٹ قادیانیوں کو جہاں تک شہری اور پولیٹیکل حقوق کا تعلق ہے۔ مسلمانوں سے علیحدہ تصور کرے۔ بہت ہی بعید از وقت امر ہے۔

جماعت احمدیہ سٹھیالی کی بیداری

حکیم فیروز الدین صاحب انسپکٹر بیت المال لکھتے ہیں جب معلوم ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ سٹھیالی میں مخالفت ہو رہی ہے۔ اور اس وجہ سے فصل ربیع کا چندہ بھی وصول نہیں ہوا۔ تو میں وہاں پہنچا۔

دوپہر کو لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے تقریر کی گئی۔ جس میں قوموں کی ترقی و تنزل کے حالات سنائے۔ انبیاء کی بعثت کی ضرورت بیان کی۔ اور جو احباب نہ آئے تھے ان کو موقع پر لانے کی تاکید کی۔ رات کے وقت میں ان احباب سے خود بھی ملا۔ دوسرے روز تمام احمدی ایک جگہ جمع ہوئے۔ بعض کو بعض سے جو رنجشیں تھیں۔ ان کو دور کیا۔ سب نے ایک دوسرے سے معانقے و مصافحے کئے۔ اور اقرار کیا۔ کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ سب باہم متفق رہیں گے۔

باجماعت نمازوں کے لئے دوستوں کو مقرر کیا۔ اور مختلف اوقات میں ان کو امام بنایا گیا۔ ۹ کو اذان سکھلائی اور ان سے [illegible] نے حقہ نوشی ترک کی۔ انہوں نے اپنے حقے فروخت کر دئے اور آئندہ کے لئے تحریر لکھ دی کہ کبھی اس کے قریب نہ جائیں گے۔ بمشورہ جماعت حسب ذیل عہدہ دار منتخب کئے گئے۔

پریذیڈنٹ چوہدری غلام سرور صاحب نمبردار۔ امام مسجد و سیکرٹری تعلیم و تربیت مولوی خورشید محمد صاحب۔ موذن و سیکرٹری تبلیغ چوہدری غلام محمد صاحب۔ سیکرٹری مال۔ چوہدری کریم داد صاحب۔ محصل چوہدری صدر الدین صاحب

اس کے بعد بجٹ ۳۵-۱۹۳۴ء تشخیص کر کے پُر کیا گیا اور فصل ربیع کے چندہ کی وصولی شروع کرائی۔ جماعت نے اقرار کیا۔ کہ ۱۵ اکتوبر تک ادا کر دیں گے۔ اس کے بعد فصل خریف کا چندہ ساتھ ساتھ بھیج دیں گے۔

اس کے بعد تبلیغ کے متعلق تقریر کی۔ تو ذیل کے احباب نے انصار اللہ میں نام لکھائے۔ اور اقرار کیا۔ کہ گرد و نواح کے دیہات میں تبلیغ کیا کریں گے

چوہدری کریم داد صاحب نمبردار سیکرٹری مال۔ چوہدری غلام محمد صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ چوہدری فقیر محمد صاحب۔ چوہدری جھنڈے خان صاحب۔

ناظر بیت المال

احراریوں کے مفروضہ جلسوں کی مفروضہ رپورٹیں

تمام مسلمان چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے شکرگذار ہیں

جناب محمد ممتاز صاحب فاروقی بی اے ایل ایل بی بیرسٹر نے حسب ذیل عرضداشت وائسرائے کی خدمت میں ارسال کی ہے۔

۲۳ ستمبر کو مسلمانان گجرات کا ایک جلسہ میری صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حاضری کافی تھی اور حسب ذیل ریزولیوشنز بہ اتفاق آراء پاس کئے گئے۔ (۱) یہ جلسہ حکومت سے پر زور استدعا کرتا ہے۔ کہ دیہاتی آبادی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ترمیم ریلیف بل میں سود در سود اور سول قید کی تنسیخ نیز بہ عجلت اور بغیر زیادہ خرچ کے دیوالیہ قرار دئے جانے کے لئے دفعات رکھی جائیں۔ (۲) بعض افراد کی طرف سے ذاتی اغراض کے ماتحت چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف جو حاسدانہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ یہ جلسہ اسے مسلمانوں کے خیالات و افکار کی ترجمانی تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ اسے مسلمانوں کے مفاد کے لئے سخت نقصان رساں خیال کرتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جناب چودھری صاحب نے مسلمانوں کی جو بیش قیمت خدمات ادا کی ہیں۔ وہ اس قدر قابل قدر ہیں۔ کہ ہر مسلمان ان کا شکر گذار ہے۔ چودھری صاحب کے مخالفین نے جو [illegible] پوسٹر شائع کرنے کا جو غیر دیانتدارانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ جلسہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس قسم کے جلسے کبھی منعقد ہی نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ جلسہ امید رکھتا ہے۔ کہ حکومت اس نمائشی ایجی ٹیشن سے دھوکا نہیں کھائیگی۔ نوٹ:۔ دوسرے ریزولیوشنز کے متعلق میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ان کا اہتمام کرنے والے۔ صدر۔ اور حاضرین عام طور پر غیر احمدی تھے۔ گو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ سامعین میں کوئی احمدی بھی شریک ہو۔

اکسیر خنازیر

چونکہ اس میں گردن کے غدود متورم ہو کر مالا کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اسے عرف عام میں پیراں یا کنٹھ مالا کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ جسم کے تمام غدود کم و بیش متورم ہو کر پھول جایا کرتے ہیں۔ مگر عموماً گردن اور سینے کے غدود متورم ہو کر گردن بیڈول ہو جاتی ہے۔ بالآخر غدود پھٹ کر مواد بہنے لگتا ہے۔ مریض کمزور ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی خفیف بخار ہو جاتا ہے اگر مریض جوان ہو۔ اور مرض دیرینہ ہو جائے۔ تو اس کے ساتھ ہی مرض سل آ موجود ہوتا ہے بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کا یقینی علاج دریافت کر لیا ہے۔ جس کے دو ایک ہفتہ ہی کے استعمال سے مرض دفع ہونے لگتا ہے۔ ایک عرصہ تک لگاتار استعمال سے برسوں کا بیمار بھلا چنگا ہو جاتا ہے۔ گلٹیاں خواہ بہ رہی ہوں یا ابھی سخت حالت ہی میں ہوں۔ صرف اندرونی علاج ہی سے تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اور مرض کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں خارش ہر قسم کے لئے اکسیر پرتاثیر ہے پھوڑے۔ پھنسی۔ ہر قسم جو خرابی خون سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بواسیر خشک جس میں خون وغیرہ تو نہیں آتا ہاں خارش۔ جلن۔ ریاح وغیرہ دق کر دیتی ہیں۔ وہ بھی اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ اکسیر خنازیر اعلیٰ درجہ کی مصفی خون۔ مقوی معدہ۔ مقوی اعصاب ہے۔ بچہ بوڑھا۔ عورت مرد ہر حالت اور ہر عمر کے لئے یکساں مفید ہے۔ لطف یہ کہ کوئی جزو اس کا کسی مذہب کے لئے ممنوع نہیں۔ نیز داد لوط۔ چنبل وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ قیمت مکمل علاج عہ معہ محصول ڈاک

المشتہر۔ حکیم محمد شریف موضع عمروالہ ڈاکخانہ شرقپور الی براستہ بٹالہ پنجاب

اندھیرے گھر کا چراغ
حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے بچائے رکھے۔ آمین اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نور الدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۱ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کیلئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں پھنس نہ جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نور الدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہو جاتا ہے منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر ۱۰ کے علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ کے سرپرست و نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔ آپ نے پہلے بھی تحریر فرمایا تھا کہ اس دواخانہ میں تمام ادویات صحیح اور کامل اجزا اور پوری احتیاط سے تیار کی جاتی ہیں۔ میں نے ایسی وسعت اور اطباء میں نہیں دیکھی۔

المشتہر۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ امع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دارالفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان معہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کر لیں

چوہدری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

دوا لیجئے دعا دیجئے

صحت دولت ہے

ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ اس میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا زیادہ فائدہ۔ روپیوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات۔ ہزاروں بار تجربہ شدہ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ انجکشن کے برے اثرات اور اپریشن کی تکلیف سے نجات دینے والی دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا صحتیاب ہوتے ہیں۔ کوئی مرض ہو۔ کیفیت پوری لکھیے۔ شافی خدا ہے۔ امراض مستورات اور امراض مخصوصہ مردان کیلئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ دیرینہ و پیچیدہ گندہ امراض میں ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات بہت جلد کام کرتی ہیں۔ بواسیر خونی ۲/ دمہ ۲/ کنٹھ مالا ۲/ گنٹھیا ۲/ ناسور عہ پرسوت ۲/ باؤ گولہ ۲/ یرقان ۲/ تلی ۲/ سیلان الرحم ۲/ ذیابیطس ۲/ سفید داغ عہ مرض سوکھا عہ دق عمہ جریان عہ منجن دندان فی اونس عہ مقویات فی اونس ۲/ محصول ڈاک علاوہ۔

ایم۔ ایچ۔ احمدی ہومیوپیتھ۔ چتوڑ گڑھ میواڑ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول ہر صرف

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

فروخت زمین

چند قطعات اراضی سکنی جو میری ملکیت میں نہایت عمدہ موقع پر برائے فروخت محلہ دارالبرکات اور ریلوے سٹیشن کے قریب میں واقع ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ ذیل کے پتہ سے خط و کتابت فرمائیں

کرنل اوصاف علی خاں سی آئی ای۔ ریاست مالیر کوٹلہ

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیے اور اپنے کاروبار کو فروغ دیجئے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور اور کراچی کے درمیان ہوائی سلسلہ کے متعلق جودھپور سے ۲۷ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ ہر دو شہروں کے درمیان ہوائی ڈاک کی سروس کے متعلق قومی فضائی ادارہ لمیٹڈ نے حکومت ہند کے ساتھ خط و کتابت مکمل کر لی ہے۔ ۱۰ دسمبر کو لاہور سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوگی۔

ٹوکیو سے ۲۸ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ جاپان کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے سودیٹ روس نے ۶ ہزار پونڈ دئے ہیں

پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق الہ آباد کی خبر ہے کہ حکومت ان کو عارضی طور پر بھی رہا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ ہاں ان کی بیوی کی بیماری کے دوران میں ان سے ملنے کے لئے ان کو تھوڑی دیر کی رخصت دے دی جایا کرے گی۔

کرنل کالون وزیر اعظم کشمیر کے متعلق سری نگر ۲۸ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ نومبر کے وسط میں چار ماہ کی رخصت پر ولایت جائیں گے۔

برلن سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع کے مطابق جرمنی کے نیان ہلیگن نامی تیل کے چشموں کو آگ لگ گئی۔ جس سے چار مزدور ہلاک ہو گئے۔ اور گیارہ شدید مجروح ہوئے۔

بنارس کانگریس کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبروں میں بنارس سے ۲۴ ستمبر کی خبر کے مطابق شدید اختلافات انتہائی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ پارٹی بازی کا مظاہرہ یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ ۳۰ ممبروں میں سے ۲۸ ممبر مستعفی ہو چکے ہیں۔

حکومت ایران نے ایرانی شہروں کو یورپ کے شہروں کی طرح خوبصورت اور کشادہ بنانے کی ایک سکیم تیار کی ہے۔ اس سکیم کے ماتحت سب سے پہلے طہران کا قدیم شہر گرایا جا رہا ہے۔ جسے پیرس کے نمونہ پر تیار کیا جائے گا۔

جموں و کشمیر اسمبلی کا افتتاح ۱۸ اکتوبر کو ہوگا۔ مہاراجہ بہادر اس موقعہ پر شاہی اعلان کریں گے۔ پریس کے نمائندوں کے لئے بھی اسمبلی ہال میں معقول انتظامات ہونگے۔

ریاست جھابوا کے راجہ کو شملہ سے ۲۹ ستمبر کی اطلاع کے مطابق حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ریاست کے انتظام کے لئے کونسل آف ایڈمنسٹریشن مقرر کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر شفاعت احمد خاں کے متعلق الہ آباد ۲۴ ستمبر کی خبر مظہر ہے۔ کہ یونیورسٹی نے ان کو اسمبلی کی رکنیت کے لئے امیدوار کھڑا ہونے کی اجازت اس بناء پر دی ہے۔ کہ وہ یونیورسٹی کو مطمئن کر دیں۔ کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے۔ تو یونیورسٹی کے کام میں کوئی حرج واقعہ نہ ہوگا۔

سرحدی کونسل کے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے۔ کہ اس کا اجلاس پشاور میں ۲ نومبر کو شروع ہوگا۔ اور ۹ نومبر کو ختم ہوگا۔

ہیضہ سے صوبہ سی پی میں یکم جون سے لے کر ۲۲ ستمبر تک ۸ ہزار سے زیادہ اموات ہو چکی ہیں۔

گاندھی جی کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آپ غالباً ایک دو ماہ تک لندن جائیں گے۔

بابو راجندر پرشاد کا پٹنہ سے یکم اکتوبر کا بیان ہے کہ یہ قطعی طور پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ گاندھی جی کانگرس کے آئندہ اجلاس بمبئی میں شریک ہونگے۔

برما میں دہشت انگیزوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اس کے متعلق شملہ سے یکم اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ یہاں بھی گورنمنٹ بنگال کی طرح سخت قانون نافذ کرے گی۔ گورنمنٹ ہند سے اس کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔

مسٹر جے۔ اے۔ ہبک ممبر بورڈ آف ریونیو کے متعلق رانچی سے یکم اکتوبر کی خبر ہے۔ کہ ان کو مسٹر بی۔ ٹی۔ وی۔ قائم مقام گورنر کی جگہ گورنر کی ایگزیکٹو کونسل کا عارضی ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

جینیوا سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمنی فوجیں جو سار کی سرحد پر خیمہ زن تھیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے فرانسیسی فوجیں جا پہنچی ہیں۔ اور خطرہ ہے کہ جنگ نہ شروع ہو جائے۔ اگر جنگ شروع ہو گئی تو سارے یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔

رجسٹرار لاہور ہائیکورٹ نے رشوت ستانی کی بڑھتی ہوئی رو کو مدنظر رکھتے ہوئے یکم اکتوبر کی اطلاع کے مطابق یہ اعلان کیا ہے جو ہر ایک عدالت میں چسپاں کر دیا گیا ہے۔ عوام الناس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عملہ عدالت کے کسی آدمی کو روپیہ نہ دیں۔ سوائے ان رقوم کے جن کی ادائیگی کا عدالت کی طرف سے حکم ہوا ہو یا جن کی ادائیگی از روئے قانون مطلوب ہو۔ جو سرکاری ملازم عوام الناس سے روپیہ لیتا ہوا پکڑا جائے گا۔ وہ ملازمت سے برطرف کر دیا جائیگا

پنجاب ہائی کورٹ تین ماہ کی رخصتوں کے بعد یکم اکتوبر کو کھل گیا۔ آنریبل چیف جسٹس اور جسٹس ایڈیسن کے علاوہ جو رخصت پر تھے سب جج صاحبان حاضر تھے جسٹس بخشی ٹیک چند نے چیف جسٹس کے فرائض سر انجام دیئے۔

گوری دیوی کے متعلق پشاور سے ۳۰ ستمبر کو ڈائریکٹر انفارمیشن صوبہ سرحد نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ اس کے متعلق جو بے بنیاد افواہیں اڑائی جا رہی ہیں۔ کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور اسے اپنے ہندو والدین کے پاس جانے پر مجبور کیا گیا ہے۔ ان میں کوئی صداقت نہیں وہ خود اپنی مرضی سے اپنے والدین کے پاس گئی۔ اور حکومت نے کبھی اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا۔ کہ اپنے والدین کے پاس چلی جائے۔

ریاست جموں و کشمیر کے سیاسی قیدیوں کے متعلق جموں سے ۳۰ ستمبر کی خبر ہے کہ مہاراجہ صاحب جب اسمبلی کا افتتاح کریں گے۔ تو اس کے بعد سیاسی قیدیوں کی رہائی کا بھی اعلان کریں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر ریاست جموں و کشمیر کے جملہ سیاسی قیدی رہا کر دیئے جائیں گے

پالا شاہ کو جسے قصور میں کسی شخص نے حال میں قتل کر دیا ہے۔ عدالت ماتحت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے کے جرم میں ۶ ماہ قید اور اڑھائی سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی تھی۔ اس کے خلاف اس نے عدالت بالا میں مرافعہ دائر کیا۔ اس کے دوران میں وہ قتل کر دیا گیا۔ ایڈیشنل سشن جج نے عدالت ماتحت کے فیصلہ کو بحال رکھا ہے۔ اور جرمانہ کی رقم اس کی جائداد قرق کر کے وصول کر لی گئی ہے۔

احراریوں کے دفتر کی لاہور میں ۳۰ ستمبر کو ایک سب انسپکٹر سی آئی ڈی نے تلاشی لی۔ یہ تلاشی ایک اشتہار بعنوان "مسلمانان ریاست جنید پر ظلم و ستم کی بارش" کے بارے میں ہوئی۔ جو ضبط ہو چکا ہے۔

مسٹر چرچل کے متعلق لندن سے ۲۹ ستمبر کی اطلاع ہے، کہ آپ "شہنشاہ جارج پنجم کا عہد" کے عنوان کی ایک فلم کا خاکہ تیار کر رہے ہیں۔ یہ فلم ملک معظم کے جشن سلور جوبلی پر دکھایا جائے گا۔

ریزرو بنک کے متعلق بمبئی سے ۲۹ ستمبر کی خبر ہے کہ اس کے صدر مسٹر آسبورن سمتھ نومبر کے شروع میں ہندوستان آئیں گے۔ دسمبر کے وسط میں بنک کے حصص جات جاری کر دئے جائیں گے۔ اور یکم اپریل ۳۵ء کو بنک کھل جائے گا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی